جوش ملیح آبادی کی شعری تصانیف ــــ ایک تعارف

ڈاکٹر وسیم عباس گل

Dr. Waseem Abbas Gul

Lecturer, Department of Urdu,

Govt. College University, Faislabad.

شفقت ظہور

Shafqat Zahoor

Ph.D Scholar, Department of Urdu,

Govt. College Women University, Faisalabad.

Abstract:

Josh Malih Abadi is one of the poets who have augmented a significant contribution in the verbiage of Urdu poetry. He adhered to the verse and literature for 75 years out of his life span of 88 years. In this article, Josh's literary assets vis a vis his poetry, prose and unedited scriptures have been encompassed.

شعری جہات اور اپنی تخلیقی توانائی کے اعتبار سے جوشؔ (ولادت۱۸۹۴ء۔وفات۲۲فروری۱۹۸۲ء) کا نام اُردو کی ادبی تاریخ میں ایک بہت تابناک اور درخشاں باب کی حیثیت رکھتا ہے۔۸۸سال کے عرصۂ حیات میں وہ کم وبیش ۷۵سال تک شعروادب کے تخلیقی، تہذیبی اور فکری سلسلوں سے وابستہ رہے۔ ہمارے ادب میں شاید ہی کسی تخلیق کار کی زندگی، ادب وفن کے اتنے طویل جادے سے گزری ہو۔ یہی سبب ہے کہ ادبی وفنی ادراک کے ساتھ ساتھ اُن کے کثیر التصانیف ہونے میں کوئی کلام نہیں لیکن المیہ یہ ہے کہ اُن کی تصانیف اور شعری ونثری مجموعے ہماری دسترس سے باہر ہوتے جارہے ہیں۔ایسے میں اُن پر کسی بھی تحقیقی وتنقیدی کام کی اہمیت اور ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ جس کے توسط سے ہم آج کے قاری کو اُن کی تخلیقی امانتوں سے قریب تر لاسکتے ہیں۔

جوش نے لڑکپن سے لے کر آخری دم تک شاعری اور نثر میں اپنے فن کے جوہر دکھائے۔اُن کی شعری تصانیف کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

۱۔مطبوعہ تصانیفِ شاعری ۲۔غیر مطبوعہ تصانیفِ شاعری

۱۔مطبوعہ تصانیفِ شاعری

	مجموعے کا نام	جائے اشاعت	سنہ
۱۔	روحِ ادب	میتھوڈیسٹ پریس، لکھنؤ	۱۹۲۰ء

۲۔	آوازۂ حق	اصح المطابق تھوئی ٹولہ لکھنؤ	۱۹۲۱ء
۳۔	شاعر کی راتیں	مکتبہ عہد آفریں، حیدر آباد (دکن)	۱۹۳۰ء
۴۔	پیغمبرِ اسلام	مکتبہ جامعہ قرول باغ، دہلی	۱۹۳۶ء
۵۔	نقش ونگار	مکتبہ جامعہ، دہلی	۱۹۳۶ء
۶۔	شعلہ و شبنم	کتب خانہ رشیدیہ، دہلی	۱۹۳۶ء
۷۔	فکر و نشاط	//	۱۹۳۷ء
۸۔	جنون وحکمت	محبوب المطابع برقی پریس، دہلی	۱۹۳۷ء
۹۔	حرف وحکایت	کتب خانہ رشیدیہ دہلی	۱۹۳۸ء
۱۰۔	حسینؑ اور انقلاب	سرفراز قومی پریس لکھنؤ	۱۹۴۱ء
۱۱۔	آیات ونغمات	نامی پریس لکھنؤ	۱۹۴۱ء
۱۲۔	عرش وفرش	کتب خانہ تاج آفس، بمبئی	۱۹۴۴ء
۱۳۔	رامش ورنگ	قومی دارالاشاعت، بمبئی	۱۹۴۵ء
۱۴۔	سنبل وسلاسل	کتب خانہ تاج، بمبئی	۱۹۴۷ء
۱۵۔	سیف وسبو	مکتبہ اُردو، لاہور	۱۹۴۷ء
۱۶۔	سرود وخروش	مفید عام پریس نکلسن روڈ، دہلی	۱۹۵۲ء
۱۷۔	سموم وصبا	دہلی	۱۹۵۵ء
۱۸۔	طلوعِ فکر	مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ	۱۹۵۴ء
۱۹۔	موجد ومفکر	سٹار پبلی کیشنز، دہلی	س ن
۲۰۔	قطرہ وقلزم	دریا گنج، دہلی	۱۹۶۳ء
۲۱۔	نوادرِ جوش	پیکو آفسٹ پریس، دہلی	۱۹۶۳ء
۲۲۔	الہام وافکار	جوش اکیڈمی، کراچی	۱۹۶۶ء
۲۳۔	نجوم وجواہر	جوش اکیڈمی، کراچی	۱۹۶۷ء
۲۴۔	جوش ملیح آبادی کے مرثیے	محفوظ بک ایجنسی، کراچی	۱۹۸۰ء
۲۵۔	محراب ومضراب	جنگ پبلشرز، لاہور	۱۹۹۳ء

روحِ ادب

''روحِ ادب''، جوش کا پہلا شعری مجموعہ ۱۹۲۰ء میں میتھوڈیسٹ پریس لکھنو سے شائع ہوا۔اس مجموعے میں نظم کے ساتھ ساتھ نثر کو بھی شامل کیا گیا۔اس مجموعے کے ۹۷ صفحات نظموں، غزلوں اور قطعات سے مزّین ہیں اور ۵۴ صفحات نثر کو محیط ہیں۔اس کے علاوہ اس مجموعے میں خیالی حسن سے آراستہ ۷ اتصویریں بھی شامل ہیں۔

آوازۂ حق

دسمبر۱۹۲۱ء میں اصح المطابع تھوئی ٹولہ لکھنؤ نے ''آوازۂ حق'' کو شائع کیا یہ جوش کا پہلا مرثیہ ہے۔ نقادوں اور محققوں کی تحریروں میں اس نسخہ کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ صہبا لکھنوئ نے افکار کے ضخیم جوش نمبر میں جوش کے تفصیلی تعارف میں ''شعلہ وشبنم'' کا ذکر کرتے ہوئے صرف اتنا لکھا ہے کہ اس مجموعے میں جذباتِ فطرت، آوازۂ حق اور پیغمبرِ اسلام جیسی مشہور نظمیں جو علیحدہ چھپ چکی تھیں شامل کر لی گئیں۔(۱) جوش کا یہ مرثیہ کل ۹۲ بندوں پر مشتمل ہے۔ سرِ ورق پر ''آوازۂ حق'' کے نیچے یہ عبارت لکھی ہوئی ہے۔ ''مصورِ جذبات'' شبیر حسن خان جوش ملیح آبادی (لکھنؤ) مصنف روحِ ادب، مقالاتِ زریں، جذباتِ فطرت۔

آغاز میں یہ رباعی درج ہے:

رونا نہیں اس کا کہ وہ ساماں نہ رہا
ترکی ہوا تاراج کہ ایراں نہ رہا
ہے اصل میں اس بات کا رونا اے جوشؔ
میں ہیبتِ کفر سے مسلماں نہ رہا(۲)

اس مرثیہ ''آوازۂ حق'' کا انتساب نواسۂ رسول ﷺ کے نام ہے۔

شاعر کی راتیں

جوش کا دوسرا مجموعہ ''شاعر کی راتیں'' ہے۔ اس مجموعہ میں شامل تمام نظمیں رات سے متعلق ہیں۔ جس میں خوشی وشادمانی کی راتیں بھی ہیں اور ہجر وملال کی راتیں بھی۔ جوش کا یہ مجموعہ پہلی بار مطبع عہد آفریں، حیدر آباد دکن سے ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا۔ اس مجموعہ میں کم وبیش ۲۵ نظمیں شامل ہیں جو ۴۰۹ اشعار پر مشتمل ہیں۔

پیغمبرِ اسلام

۲۸ راشعار کی یہ نظم ایک کتابچے کی صورت میں ۱۹۳۶ء میں مکتبہ جامعہ قرول باغ دہلی نے شائع کی۔ دسمبر ۱۹۳۶ء کے ماہنامہ ''کلیم'' میں اس کا تعارف ان لفظوں میں کرایا گیا ہے:

> ''۔۔۔خواجۂ دوجہاں سرورِ کائنات آنحضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت اور رسالت پر شاعرِ انقلاب جوش ملیح آبادی کا یہ وہ غیر فانی شہ پارہ ہے جس کی رفعت وعظمت کے سامنے قصرِ کفر سرنگوں ہوتا ہے ثبوتِ پیغمبری کے باب میں اس لافانی شاہکار کے استدلال دل میں تیر کی طرح اترتے چلے جاتے ہیں اور اس کے دلائل قاطع کے سامنے ادراک منطق چھانٹنا بھول جاتا ہے۔ شاعرِ انقلاب پر جب ایک خاص سرشاریت کا عالم طاری ہوا اُسی وقت انہوں نے یہ نظم کہنا شروع کردی۔ عالمِ بے خودی میں چار روز کی ریاضیت شاقہ اور یکسوئی قلب سے جو کچھ حاصل ہوا صرف وہی صفحۂ قرطاس پر تحریر کیا گیا جب تک یہ نظم مکمل نہ ہوئی حضرت جوش نے نہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ خلوت سے باہر تشریف لائے۔''(۳)

جوش کی یہ نعتیہ نظم روائتی نعت نویسی کے کسی دائرے میں نہیں آتی صداقت پیغام اور حقانیت رسولِ آخر ﷺ پر فکری

اظہار کی لَو ہے۔شعروں کے سانچے میں جگمگا رہی ہے۔

نقش و نگار

تقریباً ۹۰ نظموں اور ۵۰ قطعات پر مشتمل یہ مجموعہ ۱۹۳۴ء میں مکتبہ جامعہ دہلی نے لطیف الدین احمد اکبر آبادی کے مقدمے کے ساتھ شائع کیا۔مجموعے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔نگار خانہ ۲۔خمریات ۳۔تاثرات ۴۔مطالعہ و نظر ۵۔نسیب

لطیف الدین احمد اکبر آبادی نے اپنے تفصیلی مقدمے میں جوش کی شخصیت، شعری جمالیات اور پھر اس مجموعے کی نظموں میں محاکات،خمریات ، وطنیت اور شبابیت کا ایک جامع مطالعہ کیا ہے۔ جوش کی خمریات پر بحث کرتے ہوئے وہ اس رائے کا اظہار کرتے ہیں:

> ''۔۔۔اُردو ذخیرۂ اشعار میں اس موضوع پر بہت کافی انتخاب مل جائے گا اور نہایت عمدہ شعر آپ کے سامنے آئیں گے جس میں ریاض خیر آبادی مرحوم کا نام سرِ فہرست ہوگا لیکن جوش کے خمریات کے سامنے وہ سب ایسے معلوم ہوں گے جیسے شراب کے مقابلے میں پانی، اپنی تو میں کہہ سکتا ہوں کہ جوش کا اس قسم کا کلام مجھے حافظ و خیام سے بے نیاز کر دیتا ہے۔'' (۴)

اس مجموعہ میں جوش کی وہ انتہائی اہم نظمیں شامل ہیں جو اُن کی تخلیقی شخصیت خلاقانہ ذہن کی نمائندگی کرتی ہیں۔مثلاً یہ کون اٹھا ہے شرماتا، یہ نظر کس کے لیے ہے، جامن والیاں، جنگل کی شہزادی، اشکِ اوّلین، کوہستانِ دکن کی عورتیں، چند جرعے، پروگرام، انگیٹھی، خدا سے ایک سوال، تیرے لیے، آرزوئے محروم اور اسی شعری سطح کی بعض دوسری نظمیں شامل ہیں۔

شعلہ و شبنم

جوش کے شاعرِ انقلاب ہونے کی تصدیق صحیح معنوں میں اس مجموعے سے ہوئی۔اُن کے تصورِ انقلاب پر نقادوں کے نقطۂ نگاہ کا سفر بھی اسی راہ سے شروع ہوا۔ جوش صاحب نے اس مجموعے کو بھی ''نقش و نگار'' کی طرح موضوعاتی حوالوں سے مختلف اجزاء میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔آتش کدہ، (۵۷ نظمیں) ۲۔رنگ و بو، (۴۵ نظمیں) ۳۔اسلامیات، (۱۸ نظمیں)

اور اسی کے ساتھ قدیم رنگِ تغزل کی کم و بیش ۸۳ اور جدید رنگِ تغزل کی ۴۵ غزلیں بھی اس میں شامل ہیں۔جوش نے اپنے کتابچہ نما مجموعوں میں پیغمبرِ اسلام، آوازۂ حق اور جذباتِ فطرت کو بھی اس میں شامل کر لیا ہے۔۱۹۳۶ء میں شائع ہونے والا جوش کا یہ شعری مجموعہ اُس نسل کے جذبات اور فکر کا حقیقی ترجمان ہے جس کی پرورش دونوں جنگوں کے درمیانی عرصہ میں ہوئی، ڈاکٹر اختر حسین رائے پوری لکھتے ہیں:

> ''۔۔۔دونوں جنگوں کے درمیانی وقفے میں جس نسل کی نشوونما ہوئی اس کے نیم رومانی اور نیم خوابوں کی ترجمانی اردو میں اس شکوہِ بیان سے بہتر کوئی نہیں کر سکا یہی وجہ ہے کہ جوش کے کلام میں اس بحرانی دور کے شور و شب کے ساتھ ساتھ اس کی رجائیت اور سرمستی کی کیفیت

بدرجۂ اُتم موجود ہے۔''(۵)

فکرونشاط

کم وبیش ۸۲نظموں پر مشتمل یہ شعری مجموعہ ۱۹۳۷ء میں دہلی سے شائع ہوا۔ جوش کے گزشتہ مجموعوں کے مقابلے میں یہ مجموعہ اس اعتبار سے اپنی ایک الگ اہمیت لیے ہوئے ہے، کہ اس میں شاعر کے منصب اور شاعری کی تخلیقی و ماورائی توانائیوں کے تناظر میں بعض اتنی اہم نظمیں شامل ہیں جس سے جوش کے تنقیدی افکار کی پہلی بار واضح تصویریں دیکھی جاسکتی ہیں۔ ہماری پوری ادبی تاریخ میں شاید کسی شاعر نے آج تک شعر کی زبان میں اس فکری تواتر کے ساتھ اپنے ناقدانہ نظریات کا اظہار نہیں کیا۔ اس ذیل میں ان کی نظمیں بارگاہِ شعر، آوازِ شاعر، شاعر کا دل، دنیا اور شاعر، نقاد، عالم اور شاعر، غزل گوئی، شاعر اور لیڈر اور شمع فروزاں اسی سلسلۂ فکر کی تخلیقی کڑیاں ہیں۔

نظم ''تحسین کے پھول'' میں تخیل و تخلیق کے درمیان ایسی الہامی روح تیرتی نظر آتی ہے جو کسی نادیدہ ارتعاش کی طرح متحرک ہے:

کوئی پراسرار قوت کوئی روحِ محتشم
شعر کہنے کو میرے ہاتھ میں دیتی ہے قلم (۶)

اس نظم کے متعلق وارث علوی کی رائے یہ ہے کہ:

''الہامِ شعر پر غالب اور دوسرے شعراء کے یہاں بہت اچھے اشعار دیکھنے کو مل جاتے ہیں لیکن اتنی اچھی نظم نظر نہیں آتی۔''(۷)

نیاز فتح پوری فکرونشاط میں موجود نظم ''فریبِ ہستی'' کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''اگر جوش اس نظم کے سوا اور کچھ نہ کہتے تو بھی میں حالی و اقبال کی صف میں لا کر انہیں بٹھا دیتا۔''(۸)

جنون وحکمت

یہ جوش کا پہلا شعری مجموعہ ہے جو تمام باکمال رباعیات پر مشتمل ہے جسے کلیم بک ڈپو، دریا گنج، دہلی نے محبوب المطالع برقی پریس، دہلی سے ۱۹۳۷ء میں شائع کیا۔ ڈاکٹر سید تقی عابدی نے اردو کے ۲۷ نامور شعراء کی رباعیات کی تعداد کا تذکرہ کرتے ہوئے فراق گورکھ پوری کی رباعیات کی تعداد سب سے زیادہ شمار کی ہے جو ۱۳۵۱ ہے اور جوش کی کل رباعیاں ۲۵۰ ہیں۔ جبکہ صرف جنون وحکمت میں ان کی رباعیوں کی تعداد ۴۰۲ ہے اور اس کے بعد بھی ان کی رباعیات کے مجموعے آئے ہیں جوش نے ان رباعیات کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے:

۱۔ حقائق (۱۴۸ رباعیات) ۲۔ حُسن وعشق (۶۰ رباعیات)
۳۔ پیرانِ سالوس (۲۰ رباعیات) ۴۔ خمریات (۱۰۸ رباعیات)
۵۔ متفرقات (۶۶ رباعیات)۔ ڈاکٹر کمال احمد صدیقی نے اس مجموعے کے حوالے سے یہ رائے قائم کی ہے۔

''رباعیات کا غالب حصہ ایسا ہے جس کے بارے میں کہہ سکتے ہیں کہ اگر حافظ وخیام نے

اردو میں رباعیاں کہی ہوتیں تو وہ جنون وحکمت کی رباعیاں ہوتیں۔'' (۹)

حرف وحکایت

۱۹۳۸ء میں کتب خانہ رشیدیہ، دہلی سے شائع ہونے والا یہ مجموعہ، نظموں کی تعداد کے لحاظ سے بھی منفرد ہے۔ اس میں ۱۲۵ سے زیادہ نظمیں ہیں۔ پروفیسر مجتبیٰ حسین نے جوش صاحب پر لکھتے ہوئے یہ بھی درست کہا ہے کہ:

''ان کی ایک کتاب میں جتنی نظمیں ہیں صرف انہیں کے عنوانات اگر پیشِ نظر رکھ لیے جائیں تو آدمی کا دم نکل جائے۔'' (۱۰)

حسینؑ اور انقلاب

اپنے پہلے مرثیے کے کم وبیش ۲۰ سال بعد جوش نے ''حسینؑ اور انقلاب'' لکھا جسے فروری ۱۹۴۱ء میں سید نثار علی نے سرفراز قومی پریس، لکھنؤ سے شائع کیا بعد میں کتب خانہ تاج آفس، بمبئی کے شیخ نذیر احمد نے بھی اسی نسخے کو طباعتی صورت دی، ہندوستان کے کئی شہروں سے اس کے متعدد ایڈیشن چھپے۔ ۴۷ بندوں پر مشتمل اس مرثیے کے ساتھ ان کی پانچ رباعیاں اور دو سلام بھی شائع ہوئے، ادبی حلقوں میں اس مرثیے کو زیادہ پزیرائی ملی۔ ۱۹۵۵ء میں جب جوش کراچی مشاعرے میں شرکت کے لیے گئے تو اس وقت کے چیف کمشنر سید ابوطالب نقوی نے اپنے مکان پر اس مرثیے کی ادبی نشست کا اہتمام کیا جس میں اکابرِ شہر کے ساتھ اسکندر مرزا نے بھی شرکت کی۔ (۱۱)

آیات ونغمات

۷۶ نظموں اور ۸۶ رباعیات سے عبارت یہ مجموعہ ۱۹۴۱ء میں منظرِ عام پر آیا۔ مکتبۂ اردو لاہور اس کا ناشر تھا۔ لیکن بانکے لال سکسینہ کے زیرِ اہتمام یہ نامی پریس لکھنؤ میں چھپا۔ جوش کے کسی ایک مجموعے میں اتنی کثیر نظمیں ہوتی ہیں کہ اس کے مختلف الاطراف تخلیقی وفکری افق کسی ایک رائے کے اظہار پر پابند نہیں رہنے دیتے، سیاست، مذہب، تہذیب، تعقل، انسانی عظمت، حُسن وشباب، برق وباراں اور رنگ وبو کا ایک ایسا جہانِ معنی کسی ایک شعری مجموعے میں جوش آباد کر دیتے ہیں کہ اس کی دھنک خود اپنا تعارف بن جاتی ہے۔ اس مجموعے میں سوگواریت اور سرشاریت کی آمیزش کے ساتھ کہیں کہیں نشاطیہ لحن کا رجحان بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

جوش کی شاعری پر ایک بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ وہ موضوع کو پھیلاتے چلے جاتے ہیں اس سے بعض نقادوں نے یہ نتیجہ بھی نکالا ہے کہ ان کا دستِ ہنر شاید فکر وخیال کو سمیٹ لینے کے حُسن سے آشنا نہیں ہے جبکہ اس مجموعے کی پانچ اشعار پر مشتمل ایک نظم ''دیدنی ہے آج'' کے بارے میں میراجی اس رائے کا اظہار کرتے ہیں:

''تفصیلات کی عدم موجودگی کے باوجود یہ نظم کسی اچھے سے اچھے مختصر افسانے پر بھاری ہے اور اپنے تصورات کے لحاظ سے کسی مصور کا غیر فانی شاہکار معلوم ہوتی ہے۔'' (۱۲)

عرش وفرش

۱۹۴۴ء میں کتب خانہ تاج بمبئی سے شائع ہونے والے اس شعری مجموعے میں ۵۰ نظمیں، ۱۰۷ رباعیات اور ۱۰۵

متفرق اشعار آوارہ خیالات کے عنوان سے موجود ہیں۔جن سے خیالات کی ندرت اوراحساس کی افسردگی وشادابی کے رنگ بکھرے ہوئے ہیں۔عرش وفرش کی پہلی نظم ''نظامِ نو'' ہےاسے سردار جعفری نے جوش کی شاعری کا انقلاب منشور قرار دیا ہے:

کھیل ہاں اے نوعِ انساں ان سیہ راتوں سے کھیل
آج اگر تو ظلمتوں میں پابہ جولاں ہے تو کیا
مسکرانے کے لیے بے چین ہے صبحِ وطن
اور چندے ظلمتِ شامِ غریباں ہے تو کیا
راہ میں ہے کارواں تشکیک اور تحقیق کا
آج اگر نادانی تسلیم و ایقاں ہے تو کیا(۱۳)

کارل مارکس پر جوش کی نظم ان کے نظریات کی سمت کا تعین کرتی ہے۔آدمی نامہ، اے وائے آدمی، فطرتِ اقوام اور تقلید وتحقیق، ان کے اسی نقطۂ نگاہ کے سفر پر ہیں۔جس میں عروج آدم خاکی کا کوئی نہ کوئی دریچہ کشادہ ہوتا نظر آتا ہے۔''ہولناک تبدیلی'' کے نام سے ان مجموعے میں ۱۹۳۹ء کی ایک نظم بھی ہے جب انہوں نے دہلی سے ماہنامہ ''کلیم'' جاری کیا اور ایک کمرہ دفتر کے لیے مخصوص کرنا پڑا۔اِس تبدیلی کو یوں بیان کرتے ہیں:

اب تو آئیں گے یہاں لے دے کے اربابِ کلیم
زرد چہروں پر صحافت کا لیے بارِ عظیم
جوش سا انسان فکروں سے کچل کر رہ گیا
ہائے کیا مئے خانہ دفتر میں بدل کر رہ گیا(۱۴)

رامش ورنگ

رامش ورنگ کی متعدد تخلیقی صفات اوراس کی تہہ دار ادبی نیرنگیاں اپنی جگہ پر لیکن اس مجموعے کی ایک یادگار یہ بھی ہے کہ جوش کی طویل ترین نظم ''حرفِ آخر'' کا ایک نمایاں حصہ پہلی بار اس میں شائع ہوا جو (۲۶۲) اشعار پر مشتمل اس مجموعے کے ۸۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔۶۸ صفحات پر ۱۳۶ رباعیاں ہیں۔۷۰ صفحات پر کچھ نظمیں ہیں آخری چالیس صفحات پر گیتوں کا انتخاب ہے جن میں سے بیشتر فلمی گیت شہرت پا چکے ہیں۔یہ مجموعہ ایسے وقت میں منظرِ عام پر آیا جب ہندوستان میں آزادی اورانقلاب کے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔چنانچہ ''مقدم نگار انقلاب'' کے عنوان سے پہلے ہی صفحے پر یہ رباعی لکھی ہوئی ہے:

سنکی وہ ہوائے نو ، خدارا جاگو
مچلی وہ فضا پہ ضو ، خدارا جاگو
وہ کانپ رہا ہے دورِ شمع سحری
وہ پھوٹ رہی ہے پو خدارا جاگو(۱۵)

۱۹۴۵ء میں قومی دارالاشاعت بمبئی نے اسے شائع کیا سجاد ظہیر نے ''روشنائی'' میں اس مجموعے کا تذکرہ کیا ہے:

''قومی دارالاشاعت بمبئی نے جوش ملیح آبادی کا نیا مجموعہ کلام رامش ورنگ شائع کیا جس

میں بیشتر ان کی وہ نظمیں تھیں جو ان کے پونا اور بمبئی کے قیام کے دوران کہی گئی تھیں۔ اور جن میں سے کئی ''نیا ادب'' میں چھپی تھیں اور ہمارے جلوسوں میں بار بار پڑھی گئی تھیں۔''(۱۶)

سنبل وسلاسل

۱۹۴۷ء میں بمبئی سے شائع ہونے والا یہ مجموعہ جوش کے سیاسی نظریات کی تشریح وتفہیم کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہے خصوصاً ۹۱ بندوں پر مشتمل ان کا طویل مسدس وقت کی آواز ان کے سیاسی نقطہ نگاہ کے بہت واضح خطوط دکھا تا ہے۔ ''کانگریس سے خطاب'' اور ''کمیونسٹ سے خطاب'' اس نظم کے حصے میں ہندوستان کو ماں قرار دے کر ان کو اولاد کے رشتے سے نسبت دی گئی ہے۔ مسلم لیگ کے مطالبہ پاکستان کے پس منظر میں ان کا مصرعہ قابلِ غور ہے:

ے ہاں لیگ کو بھی حق ہے کہ وہ اپنا گھر بنائے (۱۷)

اپنے تحقیقی مقالے ''اردو شاعری میں پاکستانی قومیت کا اظہار'' میں ڈاکٹر طاہرہ نیّر لکھتی ہیں:

''جوش کی نظم ''وقت کی آواز'' اہم ترین نظم ہے جس میں انہوں نے دونوں قوموں کے تاریخی، سماجی اور مذہبی اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے پاکستان کے مطالبے کو حق بجانب قرار دیا۔''(۱۸)

۳۸۷صفحات پر مشتمل اس مجموعے کا آدھے سے زیادہ حصہ رباعیات پر مشتمل ہے۔ جس کا انتساب ''امیر فکر وتخیل نٹشے اعظم کے نام'' ہے۔

سیف وسبو

اس شعری مجموعے کی انفرادیت یہ ہے کہ یہ جوش کی گزشتہ شاعری کا انتخاب ہے اہم اس لیے ہے کہ یہ انتخاب جوش نے خود کیا۔ ''انتخاب وانتقاد'' کے نام سے اس شعری مجموعے کا تفصیلی دیباچہ خود انہوں نے تعمیر کیا۔ ۲۸۸صفحات پر مشتمل اس مجموعے میں ۸۴ نظمیں، ۸غزلیں، ۱۳۶رباعیات اور ۱۹ قطعات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ نظمیں آتش کدہ، افکار، رنگ و بو، مطالعۂ نظر، تاثرات، نگار خانہ، وارداتیں اور بادۂ سرِ جوش کے عنوانات کے تحت منقسم ہیں۔

سرود وخروش

یہ مجموعہ ۱۹۵۶ء میں منصۂ شہود پر آیا۔ ۴۴بندوں پر مشتمل اس کی پہلی نظم ''ماتم آزادی'' ہے جو آزادی سے ایک ماہ پیشتر انہوں نے لکھی تھی۔ فسادات کی ہولناکیوں سے مفادات کے تحفظ تک کا سارا منظر ان کی مستقبل شناس آنکھوں نے دیکھ لیا تھا اس نظم کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

۵۲نظموں پر مشتمل اس مجموعے کی یادگار نظموں میں جہاں وہ کرب جھلکتا نظر آتا ہے جو وطن میں بے وطن کے احساس نے پیدا کیا وہیں ''مناجات'' اور ''پند نامہ'' جیسی نظموں سے جوش شناسی کی کئی اور گرہیں کھلتی نظر آتی ہیں۔ یہ شعری مجموعہ جوش کی شاعری اور شخصیت کے ایسے زاویوں کی بھی نشاندہی کرتا ہے جہاں ہم ان کے افکار ونظریات کی ایک نئی دنیا میں داخل ہوتے ہیں۔

سموم وصبا

سموم وصبا کا سال اشاعت اگر چہ ۱۹۵۵ء ہے لیکن نظموں پر درج سنین سے یہی پتہ چلتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی نظم ۱۹۵۰ء کے بعد کی نہیں ہے بلکہ بیشتر نظمیں ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۰ء کے درمیان کہی گئی ہیں۔اس مجموعے میں ۳۶ نظمیں اور ۲۳۸ رباعیاں ہیں۔جوش کی وسیع الدرجات شاعری بعض نقادوں کے غیر معتدل تنقیدی رویے کے سبب بھی شعری اور تخلیقی توانائی کے میزان پر نہیں لائی جا سکی ہے۔سموم وصبا کی رباعیوں پر رشید حسن کی یہ رائے کہ ان میں سے دو چار کے علاوہ سب ناقابلِ ذکر ہیں۔(۱۹)

طلوعِ فکر

پاکستان آنے کے بعد جوش کی یہ پہلی طویل نظم ہے۔جس کے ناشر بھی وہ خود ہیں۔۱۱۰ بندوں پر مشتمل یہ منقبتی مسدس ۱۹۵۷ کی تصنیف ہے، جو ولادت علیؑ کی چودہ سو سالہ یادگار کے موقع پر لکھا گیا۔چودہ سو سالہ جشنِ یادگار مرتضوی کے زیر اہتمام جوش صاحب نے اسے رضویہ سوسائٹی کراچی میں ایک کثیر مجمع کے سامنے پڑھا۔روز نامہ ''امروز'' جس کے چیف ایڈیٹر فیض احمد فیض اور ایڈیٹر احمد ندیم قاسمی تھے۔انہوں نے ۱۸ فروری ۱۹۵۷ء کی ایک اشاعت میں یادگارِ مرتضوی اور جوش کے مسدس کے حوالے سے ایک رپورٹ شائع کی۔اس مسدس کے ۲۵ سے ۳۰ بندوں میں صبح کا منظر کھینچا گیا ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔صبح کی تصویر کشی کے بعد شاعر کا قلم افق ذہن وروح پر ایک نئے آفتاب کو ابھارتا ہے اور یہاں سے مدح کی جانب گزیرہے۔مدح طویل ہے اور جوش کے خاص رنگ میں ہے۔الفاظ کی نشست، ترکیبوں کا دروبست، محاوروں کا استعمال اور روزمرہ ہی قابل توجہ نہیں بلکہ نادر تشبیہات بھی کمال کی ہیں۔

موجد ومفکر

جوش صاحب نے پاکستان میں جو پہلا مرثیہ لکھا وہ موجد ومفکر ہے۔۱۱۴ بندوں کے اس مرثیے کو اشفاق حسن خان نے ملیح آباد سے شائع کیا اس پر سنِ اشاعت درج نہیں ہے البتہ ڈاکٹر محمد رضا کاظمی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ مرثیہ ۱۹۶۰ء سے پہلے شائع ہوا ہے۔(۲۰)

قطرہ وقلزم

''قطرہ وقلزم'' جوش کی رباعیات کا مجموعہ ہے جسے سٹار پبلی کیشنز نے ۱۹۶۳ء میں دریا گنج دہلی سے شائع کیا۔اس کتاب کا ابتدائیہ جوش ملیح آبادی نے خود تحریر کیا جس میں شعری صنف رباعی سے متعلق اپنے نظریات کا اظہار کیا ہے۔اس کتاب میں ۳۴۵ رباعیاں شامل ہیں۔

نوادرِ جوش

جوش ملیح آبادی کی نظموں پر مشتمل یہ مجموعہ الجمعیۃ پریس دہلی نے ۱۹۶۳ء میں شائع کیا۔اس مجموعے میں جوش کی ۳۳ نظمیں اور ایک غزل شامل ہے۔اس مجموعے میں ایک مسدس اور ایک مخمس بھی شامل ہے۔

الہام وافکار

یہ مجموعہ جوش کی ریاضتِ فن، تخلیقی تجربات اور مشاہدۂ زندگی کے تمام وکمال دور میں شائع ہوا جو جوش اکیڈمی کراچی کے زیرِ اہتمام منظرِ عام پر آیا۔ اس میں ۳۸ نظمیں ہیں جو ان کے طویل سفرِ سخنوی کے تمام رنگ وآہنگ کی ایک مزید تابندہ صورت کہی جا سکتی ہے۔ گزشتہ تمام مجموعوں میں جو ایک تہذیبی وتاریخی گردش کرتی رہی ہے اور جمالیاتی اظہار جو اپنے شعری خاکوں میں رنگ بھرتا رہا ہے وہ اس مجموعے تک پہنچ کر وحدتِ بشر اور وحدتِ انسانی کی عظمت سے ہم کنار اور ایک فکری پختگی کا مظہر بن گیا۔ یہ مجموعہ جستجوئے صبح میں جوش کے قلبی وذہنی اضطراب کی ایک شعری داستان بھی ہے۔ جوش ملیح آبادی سے متعلق اپنی تصنیف میں ڈاکٹر محمد علی صدیقی الہام وافکار کے بارے میں یہ حتمی رائے قائم کرتے ہیں:

> ''اگر جوش کے باقی مجموعے تلف بھی کر دیے جائیں تو صرف یہ مجموعہ نجوم وجواہر اور محراب ومضراب کے ساتھ جوش کو اردو کے ایک اہم شاعر کی حیثیت سے زندہ رکھنے کے لیے کافی ہے۔''(۲۱)

نجوم وجواہر

جوش کے شعری مجموعوں میں رباعیات کا بھی ایک خاصا حصہ موجود ہے لیکن خالصتاً رباعیات پر مشتمل شعری مجموعوں میں ''جنون وحکمت'' اور ''قطرہ قلزم'' کے بعد ''نجوم وجواہر'' اس صنف کے سلسلہ خیال کا سب سے اہم شعری مجموعہ ہے جسے جوش اکیڈمی کراچی نے ''الہام وافکار'' کے ایک سال بعد شائع کیا۔ اس مجموعے میں تقریباً ۶۲۰ رباعیات ہیں جنھیں جوش نے غرفات کی جلی سرخی قائم کر کے گیارہ غرفوں میں تقسیم کیا ہے۔

اکیسویں صدی کی فضاؤں میں جہاں سیاسی، مذہبی اور عسکری طاقتیں ہر طاقت کو محیط ہیں وہاں پر ہر طاقت اور ہر سرکار پر ''طاقت سرکارِ قلم'' کی برتری کا احساس جگا کر انھوں نے آج کے انسانوں کو سازشوں، جہالتوں اور تاریکیوں سے باخبر رہنے کی تحریک دی ہے۔ ''نجوم وجواہر'' کے صفحۂ آغاز پر لکھی ہوئی یہ رباعی اسی سچائی کی دستک ہے:

تسبیح و عمامہ و عبا و خاتم
تاج و اورنگ و قلعہ و چتر و علم
یہ جملہ عظیم قوتیں ایک طرف
اور ایک طرف طاقتِ سرکارِ قلم(۲۲)

جوش ملیح آبادی کے مرثیے

جوش کی زندگی میں ان کا آخری شعری مجموعہ جو منظرِ عام پر آیا وہ ان کے مرثیے ہیں، جنھیں ضمیر اختر نقوی نے ترتیب دیا۔ جوش کا ایک خط ان کے عکسِ تحریر میں مرتب کا نام صفحہ نمبر ۴ پر شائع کیا گیا ہے۔ جس میں بقول مرتب ان مرثیوں کو شائع کرنے کا اجازت نامہ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''آپ میرے مراثی سے متعلق کتاب ضرور چھپوائیں میری جانب سے اجازت ہے'' مرتب نے ''آوازۂ حق''، ''حسینؑ اور انقلاب''، ''موجد ومفکر''، ''وحدتِ انسانی''، ''طلوعِ فکر''، ''عظمت انسان''، ''موت محمدؐ آلِ محمدؐ کی نظر میں''، ''پانی اور آگ'' کو اس میں شامل کیا ہے، یہ مرثیے ان کی وفات سے دو سال قبل ۱۹۸۰ء میں منظرِ عام پر آئے۔

محراب ومضراب

جوش کی وفات کے بعد ادب کے عام قارئین واہلِ قلم خصوصاً جوش شناسوں کی طرف سے اس کرب کا اظہار کیا جا تا رہا ہے کہ ان کے غیر مطبوعہ اور منتشر ادبی سرمائے کو کس طرح وقت کی دھند میں گم ہونے سے بچایا جائے۔ جوش کے ورثا نے تاخیر سے سہی لیکن ایک لائقِ تحسین قدم اٹھایا۔ جوش کی پوتی تبسم اخلاق ملیح آبادی نے اس کتاب کے پیش لفظ میں بلا کم وکاست اپنا مافی الضمیر بیان کر دیا ہے۔ ''محراب ومضراب'' کے تعارف میں لکھتی ہیں:

> ''حضرت جوش کا یہ مجموعہ کلام ''محراب ومضراب'' ۱۹۵۵ء سے ۱۹۷۱ء تک کے کلام پر مبنی ہے۔ اس کے سات ابواب ہیں اور یہ کتاب تقریباً ۷۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد ارادہ ہے کہ ان کی دوسری غیر مطبوعہ کتاب ''محمل وجرس'' کے علاوہ غیر مطبوعہ رباعیات اور مرثیے بھی چھاپے جائیں۔ ایک خیال یہ بھی ہے کہ اُن کا کلیات چھاپا جائے مگر افسوس کہ اُن کی مطبوعہ کتب دستیاب نہیں ہیں اہلِ قلم حضرات سے گزارش ہے کہ اِس سلسلے میں میری مدد کریں۔'' (۲۳)

غیر مطبوعہ تصانیفِ شاعری

ماہنامہ ''افکار'' ۱۹۶۱ء کے ضخیم جوش نمبر میں اُس کے مدیر صہبا لکھنوی نے جوش کے تعارفی حصے میں جو معلومات اپنے قارئین کو بہم پہنچائی ہیں اُن میں ایک یہ بھی ہے:

> ''نو برس کی عمر سے ۶۳ برس کی عمر تک جوش ایک لاکھ سے زائد اشعار کہہ چکے ہیں ۷۰ ہزار اُن کے مجموعوں میں موجود ہیں غیر مطبوعہ اشعار کی تعداد ۴۰ ہزار ہے۔'' (۲۴)

اس بیان کے کم وبیش ۲۰ سال بعد تک جوش حیات رہے اور اس مدت میں بھی انہوں نے بہت لکھا۔ اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان کی شاعری کا خزینہ کس پائے کا ہوگا جبکہ صہبا لکھنوی نے نثر کا ذکر نہیں کیا ہے یہ نثری ذخیرہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ شواہد بتاتے ہیں کہ جوش نے اپنا کلام بہت ضائع کیا ہے۔ تمکین کاظمی کا مشاہدہ یہ ہے کہ:

> ''وہ نظم کہتے اور پھینک دیتے تھے کوئی سننے والا اُن کی بیاض میں نقل کر دیتا تو رہ جاتی ورنہ ضائع ہو جاتی البتہ بیاض لے کر نظم کہنے بیٹھتے تو بیاض ہی میں لکھ دیتے جو محفوظ ہو جاتی تھی بیشتر ایسا ہوتا کہ وقتی طور پر متاثر ہو کر جوش نظم یا رباعی یا قطعہ فی البدیہہ کہہ دیتے اگر کوئی لکھ لیتا تو رہ جاتی ورنہ جوش کو بھی یاد نہ رہتا اور وہ بیاض میں نہ چڑھا سکے اِسی طرح ان کا بہت سا کلام ضائع بھی ہوا ہے۔'' (۲۵)

جوش خود اپنی غیر مطبوعہ کتابوں کے بارے میں ''یادوں کی بارات'' میں لکھتے ہیں کہ:

> ''میری مندرجہ ذیل کتابیں ہنوز شائع نہیں ہوئی ہیں مد و جزر، آگ، وحدتِ انسانی، موت محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ کی نگاہ میں، موجد ومفکر، عظمتِ انساں اور حرفِ آخر۔'' (۲۶)

شاعری میں جوش کی جو کتابیں غیر مطبوعہ ہیں اُن میں سب سے زیادہ اہم ''حرفِ آخر'' ہے۔ جو چالیس ہزار اشعار پر

مشتمل ہے۔ پھر ''محمل وجرس'' ہے جس کا تذکرہ اُن کے خطوط میں ملتا ہے۔ یکم فروری ۱۹۷۳ء کے اسلام آباد سے ایک خط میں خورشید علی خاں کو لکھتے ہیں:

''آج خلافِ معمول دیر اور بہت ہی دیر سے بیدار ہوا رات کو سوا سات بجے تکیے پر سر رکھ دیا تھا۔ بہت دیر میں نیند آئی۔ دماغ سوتیمیں تمام رات باتیں کرتا رہا اور میرے آخری مجموعۂ کلام ''محمل وجرس'' کا دیباچہ لکھتا رہا۔'' (۲۷)

ایک انٹرویو کے دوران راغب مرادآبادی نے جوش سے سوال کیا کہ آپ کی کون سی شعری و نثری تالیفات ہنوز تشنۂ طباعت ہیں اس سوال کے جواب میں جوش نے کہا:

''ایک تو وہ ہے اندیشہ وانشا (نثر) محراب ومضراب (نظم) محمل وجرس یہ بھی نظم ہے اور حرفِ آخر اور معاصر واحباب جو ہنوز معرضِ تصنیف میں ہیں اور چھے مسدس ہیں۔'' (۲۸)

جوش کا بہت سا شعری اثاثہ جو غیر مطبوعہ ہے لیکن ٹیپ کی شکل میں اور متعدد اشعار کے ذخیرے کی صورت میں بکھرا پڑا ہے جسے وقتاً فوقتاً مختلف رسائل وغیرہ شائع کرتے رہتے ہیں۔

امیر خسرو پر اُن کی ایک یادگار نظم ہے جو فراست رضوی کے ذاتی کاغذات میں موجود تھی۔ ۱۱۵شعار پر مشتمل یہ نظم بعنوان ''موت کا احساس'' ۲۰۰۳ء، میں ''قومی زبان'' کراچی نے شائع کی۔ جوش کی متعدد نظمیں اور نادر ادبی دستاویزات ملیح آباد، لکھنو، دکن، کراچی اور اسلام آباد کے علاوہ گرد ونواح کے قصبوں اور دیہاتوں میں کہیں نہ کہیں موجود ہو سکتی ہیں اور کسی محقق کی منتظر ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ صہبا لکھنوی، افکار، جوش نمبر، شمارہ ۱۲۲، ۱۲۳، کراچی، پہلا ایڈیشن، ۱۹۶۱ء، ص: ۲۴

۲۔ جوش ملیح آبادی، آوازۂ حق، لکھنؤ: اصح المطابع تھوئی ٹولہ، ۱۹۲۱ء، ص: سرِ ورق

۳۔ ماہنامہ، کلیم، دہلی: جلد نمبر ۶، دسمبر ۶ ۱۹۳۶ء، سرِ ورق کی پشت پر اشتہار

۴۔ لطیف الدین احمد اکبر آبادی، سخن ہائے گفتنی، مقدمہ نقش ونگار، دہلی: مکتبہ جامعہ، ۱۹۳۶ء

۵۔ اختر حسین رائے پوری، ڈاکٹر، پیغامات تاثرات، مشمولہ: افکار، جوش نمبر، دوسرا ایڈیشن، اگست ۱۹۶۲ء، ص: ۲۰۴

۶۔ جوش ملیح آبادی، فکر ونشاط، دہلی: مکتبہ جامعہ، ۱۹۳۷ء، ص: ۳۳

۷۔ وارث علوی، ناخن کا قرض، نئی دہلی: مکتبہ جدید، ۲۰۰۳ء، ص: ۴۹

۸۔ نیاز فتح پوری، جوش کی صحیح عظمتِ شاعرانہ، مشمولہ: افکار، بیادِ جوش نمبر، ۱۹۸۲ء، ص: ۳۸۴

۹۔ کمال احمد صدیقی، ڈاکٹر، جوش ملیح آبادی شاعرِ فردا کا نقیب، مشمولہ: جوش ملیح آبادی خصوصی مطالعہ مرتبہ: قمر رئیس، دہلی: جوش انٹرنیشنل سیمینار کمیٹی، ۱۹۹۳ء، ص: ۲۱۱

۱۰۔ مجتبیٰ حسین، پروفیسر، جوشِ اعظم، مشمولہ: افکار، جوش نمبر، دوسرا ایڈیشن، اگست ۱۹۶۲ء، ص: ۵۲۷

۱۱۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی بارات، کراچی: جوش اکیڈمی، ۱۹۷۰ء، ص: ۲۸۹

۱۲۔ میراجی، دیدنی ہے آج، مشمولہ: ادبی دنیا، ماہنامہ، لاہور: بحوالہ افکار، بیادِ جوش نمبر، ۱۹۸۲ء، ص: ۳۸۶

۱۳۔ جوش ملیح آبادی، عرش وفرش، بمبئی: کتب خانہ تاج آفس،۱۹۴۴ء،ص:۵

۱۴۔ ایضاً،ص:۱۴۸۔۱۴۷

۱۵۔ جوش ملیح آبادی، رامش ورنگ، بمبئی: قومی دارالاشاعت،۱۹۴۵ء،ص:۱

۱۶۔ سجاد ظہیر، روشنائی، کراچی: مکتبہ دانیال،۱۹۸۶ء،ص:۳۳۵

۱۷۔ جوش ملیح آبادی، سنبل وسلاسل، بمبئی: کتب خانہ تاج آفس،۱۹۴۷ء،ص:۱۷

۱۸۔ طاہر نیرّ، ڈاکٹر، اردو شاعری میں پاکستانی قومیت کا اظہار، انجمن ترقیِ اردو پاکستان،۱۹۹۹ء،ص:۹۸

۱۹۔ رشید حسن خان، پروفیسر، سموم وصبا پر ایک نظر، مشمولہ: ساقی، ماہنامہ، جوش نمبر،۱۹۶۳ء،ص:۹۶

۲۰۔ محمد رضا کاظمی، نقوشِ جوش، کراچی: حیات اکیڈمی،۱۹۹۵ء،ص:۱۴۹

۲۱۔ محمد علی صدیقی، ڈاکٹر، جوش ملیح آبادی ایک مطالعہ، کراچی: ارتقا مطبوعات،۲۰۰۶ء،ص:۸۸

۲۲۔ جوش ملیح آبادی، نجوم وجواہر، کراچی: مکتبہ جدید،۱۹۶۷ء،ص:۵

۲۳۔ تبسم اخلاق ملیح آبادی، پیش لفظ: محراب ومضراب، لاہور: جنگ پبلی کیشنز،۱۹۹۳ء

۲۴۔ افکار، بیادِ جوش نمبر،۱۹۸۲ء،ص:۳۲

۲۵۔ تمکین کاظمی، جوش میری نظر میں، مشمولہ: افکار، بیادِ جوش نمبر،۱۹۸۲ء،ص:۱۷۴

۲۶۔ جوش ملیح آبادی، یادوں کی بارات،ص:۳۸۶

۲۷۔ مکتوبِ جوش بنام خورشید علی خان، مشمولہ: جوش ملیح آبادی کی نادر وغیر مطبوعہ تحریریں، جلد اوّل، مرتبہ: ڈاکٹر ہلال نقوی، کراچی: حیات اکیڈمی،۱۹۹۲ء،ص:۱۲۳

۲۸۔ مکالماتِ جوش وراغت، مطبوعہ کینیڈا، جون ۱۹۸۸ء،ص:۱۰۱

☆......☆......☆